مولای صل وسلم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت معاویہؓ بعد کے عادِل حکمرانوں کے محسن ہیں۔ فتح شام کی پیشنگوئی
اِسلام کے فوجی قوانین کی وجہ سے اِقتصادی مشکلات پیدا نہیں ہوتیں
مفتوحہ علاقوں کے کفار کو اِسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 64 سائیڈ B 1987 - 01 - 23)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیّدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

صحابہ کرامؓ میں سے ایک شخص نے روایت بیان کی کہ جناب ِرسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا سَتُفْتَحُ الشَّامُ عنقریب شام فتح ہوجائے گا فَاِذَا خُیِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِیْھَا فَعَلَیْکُمْ بِمَدِیْنَۃٍ یُقَالُ لَھَا دِمَشْقُ جب تمہیں اُس میں رہنے کی جگہ کا اِختیار دیا جائے تو تم اُس شہر میں رہنا جسے دمشق کہا جاتا ہے فَاِنَّھَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِیْنَ کیونکہ وہ مسلمانوں کے لیے پناہ گاہ ہوگا مِنَ الْمَلَاحِمِ لڑائیوں سے جنگوں سے خون ریزیوں سے وَ فُسْطَاطُھَا اور یہ اُس کا قلعہ ہوگا، فُسْطَاطٌ خیمے کو بھی کہتے ہیں قلعہ کو بھی کہتے ہیں مِنْھَا اَرْضٌ یُقَالُ لَھَا الْغُوْطَۃُ[۱] اُس شہر کے قریب ایک زمین ہے اُس کو غُوْطَۃُ کہا جاتا ہے تو غُوْطَۃُ اُس زمانہ میں دمشق کے قریب ایک علاقہ تھا اور ممکن ہے اَب آبادی بڑھی ہو تو وہاں تک دمشق پہنچ گیا ہو وہاں باغات تھے۔

تو دمشق میں آنا شام کا فتح ہونا اور اِس کی خبر دینا یہ معجزات میں سے ہے کیونکہ اُس وقت یہ حال نہیں تھا۔

---

[۱] مشکوۃ شریف ص ۵۸۳

حضرت اَبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو لشکر روانہ کیا ہے شام کے لیے تو اُنہیں جو ہدایات دی ہیں وہ یہ ہیں کہ کوئی پھل دار درخت نہ کاٹیں وغیرہ۔ اَب اِس پر یہ بات چلتی ہے کہ اُن علاقوں کے کہ جہاں حملہ کیا جارہا ہو فوجیں جارہی ہوں درخت کاٹنے نہ کاٹنے جائز ہیں یا ناجائز۔ تو فوج کے لیے ایک قانون کی ضرورت پڑی کیونکہ اَبوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا یہ ہدایت دی تو اِس پر غور کیا گیا تو اِس کی وجہ یہ بنی کہ اَبوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے بتلانے سے اِس بات کی خبر تھی کہ یہ علاقہ فتح ہوگا یہ مسلمانوں کو مل جائے گا کیونکہ اُس کا فتح ہوجانا یقینیات میں سے تھا اُن کے لیے اِس واسطے اُنہوں نے یہ ہدایت دی کیونکہ جب فتح ہوجائے گا تو مسلمانوں کا ہوگا اَور مسلمانوں کے لیے وہ درخت کار آمد ہوں گے اُس وقت، ایک درخت کو بونا اَور چار سال پانچ سال یا تیس چالیس سال اِنتظار کرنا اُس کے پھل کا اِس کی کیا ضرورت ہے وہ علاقہ تو فتح ہونا ہی ہے اَور رسول اللہ ﷺ نے اِطلاع دی تھی۔ تو اُن کا اِیمان تو بہت ہی زیادہ مظبوط تھا اِیمان بالغیب تھا ایسے جیسے کہ دیکھنے کے بعد کسی کا اِیمان قیامت کے دِن ہوگا ویسے اُن کا دُنیا میں تھا۔

میں یہ کتاب پڑھ رہا تھا سِیَرُ الْکَبِیْر اُس میں یہ ہے کہ جب اُنہوں نے لشکر روانہ کیا ہے تو (رُخصت کرنے کے لیے) چلتے گئے پیدل، لشکر کے جو سردار تھے اُنہوں نے کہا کہ جناب میں بھی اُترا جاتا ہوں یا آپ بھی سوار ہوجائیں کسی سواری پر، فرمایا نہ تم اُترو نہ میں سوار ہوں گا اِسی طرح چلیں گے تو کچھ دُور چلتے گئے پھر جہاں رُخصت کرنا تھا اُن کو وہاں تک ہدایات دیتے گئے وہاں رُخصت کیا جاکر، اُن ہدایات میں یہ بھی ہدایات تھیں کہ زیادتی نہ ہو، ظلم نہ ہو، فلاں کو نہ مارنا، فلاں کو مارنا کیونکہ مسلمانوں کے یہاں خون ریزی تو نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی جو لڑائی ہوتی اُس کا ایک مقصد ہوتا ہے خاص وہ یہ ہے کہ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند رہے اُس کو بلندی حاصل ہو اَور اَغراض اُس میں نہیں ہوتے تو یہ مقصد کہ بچوں بڑوں مرد عورتوں سب کو جمع کرکے ماردیا جائے نسل کُشی کردی جائے یہ اِسلام میں ہے ہی نہیں اِسلام کا جو طریقہ ہے اُس میں بہت زیادہ فائدے ہیں حقیقتًا لڑائی کا فائدہ اِسی میں ہے کہ صرف لڑنے والوں کو مارا جائے، لڑنے والوں میں اَگر کوئی بوڑھا بھی آگیا ہے تو وہ اَلگ بات ہے اُن کا جنرل ہے کوئی وہ بوڑھا ہے وہ مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ لڑنے والوں میں شامل ہوگیا کوئی راہب ہے وہ اُن کو اُبھارتا ہے آکر وہ بھی مارا جائے گا لڑنے والوں میں شامل ہے باقی جو راہب عبادت کررہے ہیں تارک الدنیا بیٹھے ہوئے ہیں اُن میں کوئی حرج نہیں

ہے اُن کونہیں مارا جائے گا، گھروں میں ہیں لوگ اُنہیں نہیں نکالا جائے گا گھروں سے باہر۔

اِسلامی جنگی مہم کے بعد مشکلات جنم نہیں لیتیں :

تو اِس طرح کی چیز ہے کہ اِسلام نے اُصول بتائے اِس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ لڑائی میں جو مارے گئے مارے گئے جو بچ گئے وہ مطمئن ہیں اَور جو بچ گئے وہ اپنا اِنتظام کر سکتے ہیں اِقتصادی مشکلات نہیں پڑتیں ایسی آ کر جیسی کہ بعد میں اگر بچے اَور بے سہارا لوگ رہ گئے تو اِس طرح کی کیفیت پھر نہیں ہوتی جو عورت بیوہ تھی پہلے ہی سے وہ تو ماری ہی نہیں جاتی عورتوں کو مارنے کا سوال ہی کوئی نہیں ہے سوائے اِس کے کہ وہ بھی اِسی طرح آجائے لڑنے کے لیے میدان میں اَور وہ ماری جائے وہ تو اِکّا دُکّا واقعات ہوں گے۔

مفتوحہ علاقوں کی عورتوں کے ساتھ سلوک :

باقی جب کوئی علاقہ فتح ہوا ہو وہاں اَندر گئے ہوں عورتیں کوس رہی ہوں پیٹ رہی ہوں اُن کو نہیں مارا جائے گا کچھ نہیں کہا جائے گا اُن کو، یہ حضرتِ علیؓ نے بھی تعلیم دی ہے۔ جب جَمل کی لڑائی ہوئی ہے اَور اُس میں فتح ہوگیا بصرہ اَور اَندر تشریف لے گئے تو یہ ہدایات جاری کی تھیں اپنے سب لوگوں کو کہ تم دیکھو گے کہ وہاں عورتیں تمہیں بُرا بھی کہیں گی چیخیں گی بھی چلائیں گی بھی نوحہ بھی کریں گی بددُعائیں بھی دیں گی، کسی چیز پر کوئی کارروائی اُنکے بارے میں نہیں کرنی بالکل، تو جب فتح ہو جائے علاقہ تو یہ فوجی اُصول پہلے سے ہے اِسلام کا۔

اِس سے ایک اِقتصادی فائدہ یہ ہے کہ اِقتصادی بدحالی نہیں آنے پاتی وہ لوگ اپنے کاروبار میں پھر لگے رہتے ہیں اَور حکومت کو کام سنبھالنے میں مشکلات نہیں پڑتیں ورنہ جتنا علاقہ مسلمانوں نے فتح کیا ہے تو اُس میں اگر اُتنے ہی مارے بھی جاتے جتنے آج کل لڑائیوں میں مارے جاتے ہیں تو فتح کرنے کے بعد فورًا ہی سب چھوڑ دینا پڑتا کیونکہ اِتنے اِقتصادی مسائل پیدا ہو جاتے کہ سنبھالنا ممکن نہ رہتا لڑنے والے بھی وہی تھے جو عرب قبائل تھے نو مسلم تھے لڑائیوں میں وہی چلتے رہے ہیں۔

مفتوحہ علاقوں کے لوگ بخوشی اِسلام قبول کرتے رہے کسی پر جبر نہیں کیا گیا :

اَور جو علاقے فتح ہوئے وہاں کے لوگوں نے دیکھا کہ ہمیں اِنصاف مل رہا ہے اَمن مل رہا ہے راحت مل رہی ہے دیانتداری ہے سچائی ہے تو وہاں کے لوگوں نے پھر اِسلام آہستہ آہستہ قبول کیا جنہوں نے

نہیں قبول کیا اُن پر جبر بھی نہیں کیا گیا اَور جنہوں نے نہیں قبول کیا وہ آج تک وہاں ہیں یہ اِسکندریہ جو مصر کا علاقہ ہے اُس میں تھے پہلے سے عیسائی اَور اَب تک وہاں ہیں اُسی طرح ،اَور اُن کی اَقلیت جو ہے مصر کے اُس علاقے میں وہ مؤثر اَقلیت ہے۔تو اِسلام نے دین مذہب بدلنے پر جبر نہیں کیا ہاں یہ ہے کہ اُن کے لیے مزید کنیسے اَور گرجے بنائے جائیں اِس کی بھی اِجازت نہیں دی جو ہیں پہلے سے اُن کے گرجے وہ رہیں ٹھیک ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ جو فوج کے اَور جنگ کے اَور عسکری قوانین ترتیب دِیے ہیں یہ معلوم نہیں اَب ہیں یا نہیں ہیں اَور ہمارے یہاں جو ہیں (غیر اِسلامی) عسکری قوانین یا مارشل لاء وہ غالبًا یہاں کا اَور ہے اَور اِنگلینڈ اَور دیگر آزاد ممالک کا اَور ہے کیونکہ یہاں اُن کو حکومت کرنی ہوتی تھی اَور فوجیں جو ہوتی تھیں وہ یہاں کی ہوتی تھیں اُس میں وہ خود اپنی ذاتی فوج یا دستہ کوئی ہوتا ہوگا شاید ہی ورنہ صرف اَفسران ہوتے تھے اَور تھوڑے سے ہوتے تھے انگریز۔ وہاں چونکہ اَنگریزوں کی خود اپنی فوج ہوتی ہے تو وہاں کے جو قوانین ہیں ہوسکتا ہے وہ اِسلام کے قریب ہوں۔ اَلبتہ ایسے علاقے کہ جن کو اُنہوں نے غصب کر کے غلام بنالیا وہاں کے لوگوں کے لیے اُن کے پاس بڑے ظالمانہ قوانین ہیں وہ تو بالکل تباہ کر دیتے ہیں۔

بادشاہوں کا ظالمانہ روّیہ :

جیسے بلقیس نے بھی کہا تھا، اُس کو جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا گرامی نامہ پہنچا ہے تو اُس نے مشورہ کیا اَور لوگوں نے مشورہ دیا کہ نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ بڑے طاقتور لوگ ہیں ہم وَاُولُوْا بَأْسٍ شَدِيْدٍ نہایت ہیبت ناک ہے ہماری شخصیت جو ہے قومی اعتبار سے وَالْاَمْرُ اِلَيْكِ لیکن معاملہ تو آپ کے اُوپر ہے موقوف فَانْظُرِیْ مَاذَا تَأْمُرِيْنَ تو یہ دیکھو کہ کیا کہتی ہو اُس نے کہا کہ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا بادشاہوں کا تو قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ کہیں داخل ہوتے ہیں اَور فتح کرتے ہیں علاقے کو تو اُس کو تباہ کرڈالتے ہیں وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً وہ ہر ایک سے پوچھتے ہیں کہ کون بڑا ہے تم میں اُسے بُلاتے ہیں اُس کو ذلیل کرتے ہیں تو جب اُس کی ذلت دیکھتے ہیں تو دُوسرا سَر اُٹھاتا ہی نہیں ہے تو گویا بالکل تلپٹ ہوجاتا ہے قصہ سارا وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ اِسی طرح سے کرتے ہیں یعنی دُنیا بھر کا دستور اِسی طرح کا چل رہا ہے تو میں لڑائی اِس لیے ناپسند کرتی ہوں کہ اگر ہمارا علاقہ فتح ہوجائے تو پھر یہ خراب چیز بنے گی یہ مناظر سامنے آئیں گے اَور جو بڑے ہیں اُنہیں چھوٹا بننا پڑے گا ان ہی بڑوں کو بُلا کر ذلیل کیا جاتا ہے اُن ہی سے معاہدہ

کیا جاتا ہے اُن ہی کو پابند کیا جاتا ہے کہ تمہیں نگرانی کرنی پڑے گی تمہیں یوں کرنا پڑے گا تمہیں یوں کرنا پڑے گا تو وہ تو بڑے بڑے جو ہیں بالکل ذلیل بن جاتے ہیں یا کسی بڑے آدمی نے تسلیم نہ کیا تو اُسے سزا دیتے ہیں ذلیل کرتے ہیں نہیں تو مار دیتے ہیں تو بادشاہوں کا تو یہ طریقہ تھا۔

اِسلام نے تو یہ طریقہ نہیں رکھا بالکل، اِسلام نے تو یہ کہا ہے کہ صلح کرلو شرائط پر، نہیں صلح کرتے تو پھر لڑائی ہوتی ہے۔ صلح کرلی اَور کچھ دِنوں بعد پھر بغاوت ہوگئی بدعہدی ہوگئی پھر بھی لڑائی ہوتی ہے۔ اچھا کہیں کہیں ضرورت پڑ جاتی ہے کہ درختوں کو کاٹا جائے تباہ کیا جائے تو اُس کی اِجازت ہے یعنی ہمارا جو (اِسلامی) مارشل لاء ہے اُس میں اِس کی اِجازت ضرورتًا دی گئی ہے کیونکہ بہت دفعہ ایسے ہوتا ہے کہ دُشمن گھنے درختوں میں چھپ کر بیٹھے رہتے ہیں اَگر اُنہیں نہ کاٹا جائے تو پھر نقصان ہوتا رہے گا اِنسانوں کا اَور سپاہی ہمارے جو ہیں مجاہدین اُن کو نقصان پہنچتا رہے گا اِس لیے اِس کی اِجازت دی گئی ہے۔

حضرت اَبوبکرؓ کی ہدایات، ایک خاص دُعا اَور اُس کی وجہ :

اَبوبکر رضی اللہ عنہ کا جو یہ فرمانا تھا کہ وہاں جاؤ تو کوئی درخت نہ کاٹنا پھل دار وغیرہ وہ اِس بناء پر محمول کرتے ہیں کہ اُنہیں پتہ تھا کہ یہ علاقہ فتح ہونا ہی ہے تو اِس لیے کیا ضرورت ہے درختوں کو کاٹنے کی۔

یہ اِس لیے کہتا ہوں کہ اُسی جگہ جہاں میں نے سیر کبیر کا حوالہ [۱] دیا اُس میں یہ بھی ہے کہ جب وہ روانہ ہونے لگے رُخصت ہونے لگے تو حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن کو ایک دُعا دی وہ دُعا شکلًا بددُعا ہے وہ دُعا یہ دی کہ اَللہ تعالیٰ اِن کو طاعون میں مبتلا کرنا۔ اَب کوئی بھی اپنی فوج کو روانہ کر رہا ہو اَور اُس کو یہ دُعا دے رہا ہو اَور فوج والوں میں کسی نے سُنی ہوگی تو بُرا نہ مانے ہوں اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُنہیں پتہ تھا کسی علامت کا کہ جو لشکر اِس طرح جائے گا وہ اِس طرح کامیاب ہوگا اَور اُس کی علامت یہ ہے کہ اُن میں کچھ مدت بعد طاعون کی وباء پھیلے گی اَور اُس میں سے وہ طاعون میں کام آئیں گے یہ اُنہوں نے دُعا دی اُن کو، شکلًا یہ بددُعا ہے مطلب اِس کا یہ ہے کہ یہ وہی لشکر ہو جس کے بارے میں فضیلتیں آئی ہیں اَور یہ کہ یہ کامیاب ہوگا اَور وہاں جو وباء ہوگی اُس میں بھی اِس کے آدمی کام آئیں گے اَور شہید ہوں گے حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی اُنہی میں ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی اُنہی میں ہیں۔

---

[۱] السیر الکبیر باب وصایا الامراء ج۱ ص ۳۸ تا ۴۷

"عَـمْـوَاسْ" ایک جگہ کا نام ہے اُس کی طرف وہ طاعون منسوب ہے اِنہوں نے جب یہ علاقہ فتح کرلیا اَور وہاں پہنچے ہیں تو چند سال بعد اَبوبکر رضی اللہ عنہ کے دَور میں نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں یہ طاعون پھیلا ہے اَور اُس میں کافی قیمتی حضرات طاعون میں مبتلا ہو کر اِس دُنیا سے رُخصت ہوئے ہیں۔ اُن کا یہ جملہ، میں اِس پر غور کرتا رہا تو سمجھ میں یہی آتا ہے کہ اُن کو پتہ تھا اَور اُس لشکر کا (طاعون میں مبتلاء ہونا) یہ علامت تھی تو اُنہوں نے شکلاً یہ بد دُعا اَور حقیقتاً دُعا دی۔

خلافت علی منہاج النبوۃ اَور عام خلافت میں فرق :

اِرشاد فرمایا اَبوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْـخِلَافَةُ بِـالْـمَـدِيْـنَةِ وَالْـمُـلْكُ بِالشَّامِ [1] خلافت جو ہے مدینے میں رہے گی اَور ملک حکومت بادشاہت جو ہے وہ شام میں ہوگی تو خلافت عَـلٰـى مِـنْـهَـاجِ النُّبُوَّةِ جسے کہا گیا کہ جیسے رسول اللہ ﷺ نے حیاتِ طیبہ گزاری ہے اپنی، اُسی پر چلتے ہوئے کوئی غیر نبی اَور بادشاہ خلافت کرتا ہو وہ اَبوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یا حضرتِ عمر ہیں یا حضرتِ عثمان ہیں یا حضرتِ علی ہیں رضی اللہ عنہم اَور پھر بعد میں ڈھائی سال کا عرصہ بہت تھوڑا سا عرصہ ہے جو حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دَور ہے وہ بھی ایسا ہی تھا عَـلٰـى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ جو نبی ﷺ کا طرز تھا اُس طرز پر چل کر غیر نبی اُس طرز کو جتنا اَپنا سکتا ہے اِمکان میں ہے اُس کے اُتنا اَپنا لینا یہ بہت مشکل کام ہے بہت ہی مشکل کام ہے تو اِس طرز پر رہنا یہ اِن چار حضرات کے دَور میں ہوا ہے۔

دارُ الخلافہ کی مدینہ منورہ سے کوفہ منتقلی :

لیکن حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا اِنعقادِ خلافت تو ہوا ہے مدینہ منورہ میں لیکن بعد میں تو اُن کا رہنا وہ کوفے میں ہوگیا۔ جنگی نقطۂ نظر سے ایسی صورت تھی کہ مدینہ منورہ کو عرصۂ دراز تک دارُ الخلافہ نہیں رکھا جا سکتا تھا پہل حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے کی مثلاً اِس نقطۂ نظر پر کوفے کو بنایا اُنہوں نے تاکہ دائیں اَور بائیں دونوں طرف نظر رہ سکے کہ کوفے سے یہ علاقہ سندھ تک کا بھی سامنے رہتا تھا آذر بائیجان اَور شمالی علاقہ یہ اَور اُدھر کا حصہ بھی۔ پھر دَور آیا بنواُمیہ کا اُنہوں نے شام رکھا دمشق رکھا پھر دَور آیا بنوعباس کا اُنہوں نے بغداد رکھا یعنی خلافت جو ہے وہ کسی بھی دَور میں بعد میں مدینہ منورہ میں نہیں ہوئی اَور سمجھ میں یہی آتا تھا لوگوں کی جنگی نقطہ نظر

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۳

سے بادشاہوں کی اپنی دسترس اَور گرفت کے اِعتبار سے کہ ہمارے لیے یہ جگہ موزوں ہے شام والی یا اُس کے بعد پھر یہ عراق کا بغداد کا حصہ کہ یہ جگہ زیادہ موزوں ہے ہمارے واسطے، تو فرمایا اَلْمُلْكُ بِالشَّامِ تو سب سے پہلے جو بادشاہت کے طرز پر اِسلامی بادشاہ ہو تو وہ مَلِکِ عادل ہوگا، مَلِکِ عادل کی بھی فضیلت آئی ہے ایک مَلِکِ جائر ہے ظالم بادشاہ مَلِکِ عادل ہے عادل بادشاہ، عادل بادشاہ کی فضیلت آئی ہے اُس کی دُعا قبول ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے اُس کے لیے بھی کہا ہے کہ جو عادِل اِمام ہوگا وہ قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں ہوگا سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ [۱] سات قسم کے لوگ ہیں ایسے کہ جو قیامت کے دِن اللہ کی رحمت کے سایہ میں رہیں گے اَور اُن سات میں ایک یہ بھی داخل ہے اِمام عادِل تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دَور جو تھا وہ حکومت کا دَور تھا وہ خلافت کا نہیں تھا "اَمیر المؤمنین" کہلاتے ہیں وہ، اَور اُس سے پہلے صرف "اَمیر" کہلاتے تھے یعنی گورنر بعد میں اَمیر المؤمنین۔

بعد والوں کے لیے حضرت معاویہؓ کا طرز ممکن العمل ہے :

اَور آج کے واسطے مقتداء جو ہیں وہ حضرت معاویہ ہیں حضرت علی یا حضرت عثمان یا حضرت عمر یا حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہم کا نام لینا تو بہت مشکل کام ہے یعنی گنجائش پر جو شریعت نے دی ہیں اُن پر عمل کر کے ایک طرزِ حکومت بنانا یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کام ہے۔ تو آج کے دَور کے مقتداء جو ہیں ہمارے یہاں صلحاء یا علماء جو بھی حکومت کریں گے تو اُن کے لیے اُس طرز پر حکومت کرنا بہت مشکل کام ہے کہ اپنے لیے کچھ نہ ہو وغیرہ وغیرہ بہت سخت چیزیں ہیں یہ، اُن کا نام لینا آسان ہے کیونکہ صرف زبان ہلتی ہے باقی اُن کے عمل کا اَور اُن کا طرز اَور طریقہ کار وہ بڑا مشکل ہے تو گنجائشوں پر عمل کہاں تک ہو سکتا ہے، یہ صحابہ کرامؓ میں اَگر دیکھنا ہو تو پھر تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیرِ احسان ہیں سارے کے سارے آج کے دَور کے علماء بھی اَور غیر علماء بھی، حکمراں بھی اَگر عدل کریں گے تو اِس سے آگے نہیں پہنچ سکتے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا، ناجائز حد تک وہ نہیں گئے جائز حدود تک وہ گئے ہیں، اُنہوں نے وسعت پیدا کی اَور وہ چار حضرات بس ایک نہج پر قائم رہے ہیں تو اُن میں اَور اِن میں تو بڑا فرق ہے لیکن جائز حد تک رہنا اَور اُس کا نمونہ صحابہ کرامؓ میں

---

[۱] بخاری شریف ص ۹۱

اگر دیکھنا چاہیں تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہی بنے گا حضرت مغیرہ ابن شعبہ کا بنے گا اَور دیگر حضرات کا بنے گا سب ہی لائق اِقتداء ہیں بلکہ ہمارے واسطے تو محسن ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ورنہ تو اَگر وہی طرز صرف رہتا (اَورمزید کوئی گنجائش نہ ہوتی) تو پھر ہم بعد کے سارے کے ساروں کو کہتے کہ سب کے سب گمراہ ہوگئے مگر رسول اللہ ﷺ نے اُن کو دُعا بھی دی ہے اَور وہ صحابہ کرامؓ میں داخل ہیں اَور اَسلاف میں سب اُن کو اَچھا کہتے چلے آئے ہیں اَسلافِ اہلِ سنت میں سے کسی نے اُن کے بارے میں کوئی تنقیص کا جملہ نہیں اِستعمال کیا۔

تو خلافت مدینہ منورہ میں اَور مُلک شام میں رہا اَور اُس کے بعد پھر مُلک ہی چلتا رہا ہے اُس میں کوئی مَلِکِ عادل آیا کوئی مَلِکِ جائر آیا اِس طرح سے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اِن سب کے درجات بلند فرمائے اَور آخرت میں ہمیں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا.........................